خطبۂ صدارت

برائے

بین الاقوامی قرآن مجید سیمینار

منعقدہ ۶-۸/فروری ۲۰۱۱ء

بمقام المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

(ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ)

ناشر

المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد انڈیا

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله و كفى و سلام على عباده الذين اصطفى و بعد!

حضرات! **المعہد العالی الاسلامی** ، حیدرآباد میں دینی علوم میں تحقیقی اور مطالعاتی کاموں کی تربیت کا فعال اور تعمیری مرکز ہے، جس کو ملک کے معروف عالم دین وفقیہ جلیل مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے قائم کر کے اس کو اس سطح تک پہونچایا کہ اس میں ہندوستان کے فضلائے علم دین آ آ کر تحقیق علمی کی تربیت حاصل کرتے رہے اور اس سلسلہ میں اس نے نیک نامی کے ساتھ دس سال گزارے اور وہ ملک میں اپنی خصوصیات کے لحاظ سے ایک معتبر ادارہ بن گیا، کارگزاری کے دس سال گزارنے پر مرکز کے بانی وسربراہ نے قرآن مجید کے تعلق سے ایک مجلس مذاکرہ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا جو ملک کے علمائے دین اور شائقین تحقیق علمی کے ایک اجتماع کا ذریعہ بن سکے اور اس موقع سے **المعہد العالی الاسلامی** کے کام کی اہمیت سے واقفیت کا ذریعہ بھی بنے، اس سلسلہ میں انہوں نے قرآن مجید کے تعلق سے علمی وتحقیقی مقالے پہلے سے حاصل کر لئے اور طبع کرانے کا فیصلہ کیا اور مجھ سے بھی صدارتی خطبہ کے طور پر مقالہ طلب کیا، میں نے ان کے کاموں کی قدردانی کے اظہار کے طور پر ایک خطبہ تیار کیا، خواہ کوئی خاص مقالہ نہ ہو؛ لیکن شرکت بزم کا حق حاصل کر سکے گا اور مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کی فرمائش پورا کر سکے گا۔

حضرات! اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کی صلاح وبہبود اور فلاح اخروی کی رہنمائی کے لئے نازل کی گئی، آخری کتاب قرآن مجید رضائے الٰہی کے حصول کی راہ کے لئے ایسی مشعل ہدایت ہے کہ اس کی روشنی سے انسانوں کو کوئی استغناء نہیں اور جو بھی اس سے استغناء برتتا ہے وہ حقیقی اور دائمی کامیابی سے محروم ہو جاتا ہے، مزید یہ کہ وہ کلام الٰہی ہونے کی بنا پر

www.abulhasanalinadwi.org

مقدس کلام اور آسمانی مقام اور بلند و بالا مرتبہ رکھتا ہے؛ اسی لیے اس کی صرف تلاوت بھی عبادت کا درجہ رکھتی ہے اور رضائے الٰہی کا ذریعہ بنتی ہے اور اس کے مضامین اور مطالب دنیاوی زندگی میں صلاح اور آخرت میں کامیابی حاصل کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں اور وہ اپنی اعلیٰ صفات اور خصوصیات کی بنا پر حقائق و اسرار کا گنجینہ ہے، جس کے متنوع پہلو اور اسرار برابر کھلتے رہتے ہیں اور اس کے نئے نئے فوائد سامنے آتے رہتے ہیں، اس کی طرف اشارہ کے طور پر خود قرآن مجید میں کہیں اس کو ''نور'' یعنی اعلیٰ روشنی، کہیں اس کو ''اَلْمُبِیْن'' یعنی بات کو واضح کرنے والا، کہیں اس کو ''حکیم'' یعنی حکمت و دانائی والا کلام، کہیں اس کو ''عربی'' یعنی فصاحت و بلاغت کا کلام، کہیں پر اس کو ''ذکریٰ'' یعنی یاد دلانے والا کلام، کہیں اس کو ''ہدیٰ'' یعنی رہنمائی کرنے والا، کہیں اس کو ''فرقان'' یعنی اچھے اور برے کا فرق بتانے والا، کہیں اس کو ''رحمت'' یعنی اپنے ماننے والوں کے لیے خیر اور رحمت کا باعث بننے والا کلام، کہیں اس کو ''شفاء'' یعنی باطنی خرابیوں سے نکالنے والا کلام، کہیں اس کو ''ضیاء'' یعنی روشنی والا کلام، کہیں اس کو ''مبارک'' یعنی برکت عطا کرنے والا کلام، کہیں اس کو ''عزیز'' یعنی مضبوط اور غالب کلام، کہیں اس کو ''کریم'' یعنی عزت دلانے والا کلام، کہیں اس کو ''عَلِيٌّ'' یعنی بلند مقام والا کلام، اور کہیں اس کو ''امّ الکتاب'' یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پوری کائنات اور مخلوقات کے لیے طے کردہ ارادوں اور رایوں کے دفتر کا خصوصی حصہ قرار دیا گیا ہے، اس طریقہ سے قرآن مجید ایسی کتاب کی حیثیت رکھتا ہے کہ جس کی متنوع صفات اور خصوصیات ہیں اور انسانی فلاح و صلاح کی ضرورت کے لیے اس سے زیادہ کارگر کوئی کتاب نہیں ہے۔

انسان کے مزاج اور خصوصیات میں جو تنوع ہے ان کی باریکیوں تک کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے؛ اس لئے کہ اسی نے سب کو پیدا کیا اور ان میں خصوصیات اور باریکیاں رکھی ہیں، وہ اپنی اس عظیم کتاب قرآن مجید میں جس کو انسان کو سمجھانے کے لئے اور اس کو راہ ہدایت دکھانے کے لئے اس ذات اعلیٰ و برتر اور قادر عظیم نے نازل فرمایا، انسانوں کو انسان کے مزاجی

www.abulhasanalinadwi.org

تنوع اور نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے سمجھاتا اور رہنمائی کرتا ہے، اور اس سمجھانے اور اصلاح کی طرف متوجہ کرنے کے ایسے نمونے جن میں انسان کے مزاجی اور نفسیاتی تنوع کی رعایت ہے، اس کے کلام مجید میں بہت مؤثر اسلوب میں پائے جاتے ہیں، اور وہ اس کی مختلف سورتوں میں پھیلے ہوئے ہیں، مثلاً سورۂ تکاثر میں بیان ہے کہ حق سے منحرف انسان میں خود غرضی اور خواہش نفس کے لئے فکرمندی وشوق اتنا بڑھ جایا کرتا ہے اور اس سلسلہ میں وہ ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح منہمک ہو جاتا ہے کہ بالآخر اس کی موت کا وقت آجاتا ہے، اور اس وقت اس کو اپنے برے انجام کا پتہ چلتا ہے کہ ہائے کیا ہوا، اور پھر اپنی غفلت کا انجام جہنم کی شکل میں دیکھتا ہے، اور یہ کہ اب اپنے رب کے سامنے جواب دہی اور حساب دینا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ○ حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ○ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ○ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ○ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ ○ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ○ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ ○ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ○ ﴾ (سورة التكاثر)

''تم کو [مال ودولت کی کثرت کی فکر] نے غافل کر دیا ہے ○ یہاں تک کہ تم قبروں تک پہونچ گئے ○ دیکھو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا ○ پھر دیکھو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا ○ دیکھو اگر تم جانتے [یعنی] علم الیقین [رکھتے تو غفلت نہ کرتے] ○ تم دوزخ دیکھو گے ○ پھر اس کو ایسا دیکھو گے کہ عین الیقین [آجائے گا] ○ پھر اس روز تم سے [دنیا میں ملی ہوئی] نعمت کے بارے میں پرسش ہوگی ○''

اسی طرح سورۂ ماعون میں بھی اللہ نے ایسے انسان کی تصویر ظاہر کی ہے، جو خود غرضی اور من مانی زندگی میں ڈوبا ہوا ہے، اور اپنے رب کی اطاعت اور حق بات کو قبول کرنے سے بالکل

www.abulhasanalinadwi.org

باغی ہوجاتا ہے، وہ اوّلاً اپنے رب کے احکام کا انکار کرتا ہے، اور اس کا رویہ یہ ہوجاتا ہے کہ اپنے علاوہ دوسروں کے ساتھ ہمدردی سے گریز کرتا ہے، یتیم کو دھتکارتا اور غریب کو کھانے کی مدد دینے کیلئے نہیں کہتا، اور [اپنے رب کی عبادت] نماز سے غفلت برتتا ہے، اور دکھاوے کے کام میں لگا رہتا ہے، اور چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی کسی کو دینے میں بخل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿أَرَأَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ○فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ○ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ○ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ○الَّذِيْنَ هُمْ يُرَاءُوْنَ ○وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ○﴾ (سورة الماعون)

"بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے، ○ یہ وہی بد بخت ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے ○ اور فقیر کو کھانا کھلانے کے لئے لوگوں کو ترغیب نہیں دیتا، ○ تو ایسے نمازیوں کی خرابی ہے، ○ جو نماز کی طرف سے غافل رہتے ہیں ○ جو ریاکاری کرتے ہیں، ○ اور برتنے کی چیزیں عاریۃً نہیں دیتے ○"۔

اسی طرح سورۂ والعصر دیکھئے: اس مختصر سورہ میں اللہ تعالیٰ کامیاب انسان کی کیفیت پیش فرماتا ہے، زندگی کے عظیم نقصان سے وہی انسان بچتا ہے جس نے اپنے رب کے احکامات کو تسلیم کیا ہو، اور ان کے مطابق اچھے اعمال اختیار کئے ہوں، اور ایک دوسرے کو اچھی باتوں کی طرف متوجہ کرتا رہا ہو، اور تبلیغ حق میں اس کو جو پریشانیاں لاحق ہوتی ہوں یا مخالفتیں ہوتی ہوں تو ان کو بسر وچشم برداشت کیا ہو، اور برداشت کرنے کا آپس میں مشورہ دیا ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَالْعَصْرِ○ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِىْ خُسْرٍ○ إِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○﴾ (سورة العصر)

www.abulhasanalinadwi.org

''زمانہ کی قسم! ○ انسان نقصان میں ہے ○ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے
اور نیک عمل کرتے رہے اور آپس میں حق بات کی تلقین کرتے رہے
اور صبر کی تاکید کرتے رہے ○''

اسی طرح دیکھا جائے تو قرآن مجید میں بکثرت مثالیں انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے سلسلہ میں انسانوں کے مزاج اور ان کی طبیعتوں کے حوالہ سے بڑی متنوع اور پُر اثر طور پر بیان کی گئی ہیں، ان کے ذریعہ قرآن مجید ہر طرح کے انسانوں کی نفسیات کی رعایت کے ساتھ ان کی ہدایت کا سامان کرتا ہے، اور اس طریقہ سے انسانوں کی ہدایت کے لئے بہت کامل اور مکمل ضابطۂ حیات پیش کرتا ہے، اور انسانی فطرت کا ایسا لحاظ کرتا ہے کہ سننے والے کے دل میں بات اتر جائے، اور کسی بھی قسم کا انسان ہو اس کو اس کے خیر کی بات اس میں مل جائے اور اس کو لغزش سے بچانے والی بات اس کے سامنے آجائے، اس طرح یہ انسانوں کی ہدایت وفلاح و بہبود کے لئے ایسی کامل رہنما کتاب ہے کہ اس کی کوئی دوسری مثال نہیں۔

حضرات! عربوں کی زندگی تمدن سے دور ہونے اور معاشی حالت کی کمزوری کی وجہ سے جسمانی محنت اور جفاکشی پر مجبور کرتی تھی، اور خودداری اور قومی غیرت وحمیت بہت جلد جنگ پر آمادہ کرتی تھی، خشک علاقوں میں رہنے کی وجہ سے ان کی کچھ قدریں بن گئی تھیں، جس سے آپس میں لڑائیوں کی نوبت آتی تھی، اس کے ساتھ ساتھ مسافروں کی مدد اور خاطرداری خشک علاقوں میں ان کی ضرورت بن گئی تھی، جس کے سبب مسافر ومہمان کے ساتھ بہت زیادہ ہمدردی کا جذبہ عام تھا، اور آپس کی لڑائیاں بعض وقت معاشی ضرورت کے لئے برسہا برس کئے لئے ہوتی رہتی تھیں، اس کے لئے ان کو ہر وقت تیار رہنا پڑتا تھا، اس ضرورت کے لئے ان کو اولاد کی کثرت اور جنگی سامان رکھنے کی ضرورت تھی، جس میں لڑکوں کا کردار بہت اہم تھا، اچھے سے اچھا گھوڑا جو جنگ میں چستی وچابکدستی میں ممتاز ہو، اس کو دوسری محبوب چیزوں سے بھی زیادہ عزیز ہوتا اور گھوڑے کی خوبیوں پر فخر کرتے تھے، جنگ میں اپنی اور گھوڑے کی کارگزاری

www.abulhasanalinadwi.org

ان کی مجلسوں کو گرمادیتی تھی، اللہ تعالی نے ان کو ہدایت پر آمادہ کرنے کے سلسلہ میں ان کی نفسیات کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے معجزانہ انداز میں سورہ ''العادیات'' میں بات کہی کہ تیز دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم جن کی تیزی اور برق رفتاری ایسی کہ ان کی ٹھوکروں سے چنگاریاں اڑیں اور منہ میں تھوک بھر جائے اور وہ صبح ہوتے ہوتے دشمن پر حملہ آور ہوجاتے ہیں اور ان کے قدموں سے غبار اڑنے لگتا ہے، اور دشمن کے مجموعہ کے بیچ میں پہونچ جاتے ہیں۔ اسی طرح ان کے ذہنوں اور دلوں کو موہ لیتے ہوئے اور طبیعتوں میں شوق کو ابھارتے ہوئے فرمایا کہ انسان بھی کتنا ناشکرا ہے اور وہ اپنی ناشکری کو خود بھی اچھی طرح دیکھ رہا ہے اور سمجھ رہا ہے، یعنی ایسے دلچسپی اور شوق کے حالات اور سامان حسن عطا کئے اس پر بھی وہ اس کی اطاعت اور شکر گزاری کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اور انسان فائدہ کی طلب میں بہت آگے چلا جاتا ہے کہ جب لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے اور ان لوگوں کے کرتوت سامنے لائے جائیں گے اس وقت اللہ تعالی سمجھ لے گا:

﴿وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحاً ○ فَالْمُورِيَاتِ قَدْحاً ○ فَالْمُغِيْرَاتِ صُبْحًا ○ فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعاً ○ فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعاً ○ إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ ○ وَإِنَّهُ عَلَى ذَلِكَ لَشَهِيْدٌ ○ وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ○ أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِيْ الْقُبُورِ ○ وَحُصِّلَ مَا فِيْ الصُّدُورِ ○ إِنَّ رَبَّهُم بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ○﴾ (سورۃ العادیات:۱-۱۱)

''قسم ہے ان [گھوڑوں] کی جو دوڑتے ہیں ہانپتے ہوئے ○ پھر وہ چنگاریاں جھاڑتے ہیں ٹاپ مار کر ○ پھر وہ تاخت وتاراج کرتے ہیں صبح کے وقت ○ پھر وہ اڑاتے ہیں اس موقع پر گردوغبار ○ پھر وہ اسی حالت میں جا گھستے ہیں کسی لشکر میں ○ بلاشبہ انسان بڑا ہی ناشکرا ہے اپنے رب کا ○ اور وہ خود اس پر گواہ بھی ہے ○ اور یقیناً یہ مال کی محبت

www.abulhasanalinadwi.org

میں بڑا سخت ہے○ تو کیا اس کو معلوم نہیں [ہولناکی اس وقت کی] کہ جب نکال باہر کیا جائے گا ان [مردوں) کو جو [پڑے ہیں] قبروں میں○ اور کھول کر رکھ دیا جائے گا وہ سب کچھ جو کہ [مخفی و مستور] ہوگا سینوں میں○ بلاشبہ ان کا رب اس دن ان سے پوری طرح باخبر ہوگا○''

خود اپنے ہاتھ سے تراشے مجسموں کو خدا سمجھ کر ان کی عبادت کئے جانے کا تذکرہ ایسے نفسیاتی انداز میں اور نفسیاتی ترکیب کے ساتھ کرتے ہوئے سورہ حج میں فرماتا ہے کہ اے لوگو! یعنی شکر نہ کرنے والوں بیشک جس کو تم اپنی حاجت کے لئے خدا سمجھ کر پکارتے ہو اللہ کو چھوڑ کر، ان کا تو حال یہ ہے کہ مکھی جیسی حقیر چیز کو بنا نہیں سکتے اور پھر اگر یہ سب مل کر بھی ایسا کرنا چاہیں تو نہیں کرسکتے، پیدا کرنا تو بڑی بات، مکھی ان کی مٹھائی کو کھانے لگے یا اٹھا لے جائے تو اس کو چھڑا بھی نہیں سکتے، ان سے مانگنے والے اور جن سے مانگ رہے ہیں کتنے کمزور ہیں اور یہ پروردگار عالم اللہ تعالیٰ کے مقام کو نہیں سمجھتے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ○ مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ○﴾ (سورۃ الحج:۷۳-۷۴)

''بیشک جن ہستیوں کو تم لوگ پوجتے پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے، اگرچہ اس کی کوشش کے لئے وہ سب اکٹھے بھی ہو جائیں اور مکھی بنانا تو دور کی بات ہے ان کا حال تو یہ ہے کہ اگر وہ مکھی ان سے کچھ چھین لے تو یہ اس کو بھی اس سے چھڑا نہیں سکتے، کتنا کمزور ہے چاہنے والا اور کتنا کمزور ہے وہ جس سے مدد چاہی جاتی ہے۔○ ان لوگوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق تھا بیشک اللہ

www.abulhasanalinadwi.org

تعالی بڑا ہی قوت والا نہایت ہی زبردست ہے"

ان آیتوں میں سمجھنے کی بات یہ ہے کہ ذہن کو مطمئن کرنے میں بڑی نفسیاتی ترکیب رکھی ہے، کہ انسان کی طاقت اتنی بھی نہیں کہ ایک چھوٹی سی مکھی جیسی کمزور چیز کو بنا سکے، اور ان کے رب کریم نے پوری کائنات بنائی، اور سب کو بنایا اور سب انسان ملکر چھوٹی سی بات نہیں کر سکتے، بنانا تو بڑی بات ہے جن کو یہ پوجتے ہیں، وہ تو مکھی کو اڑا بھی نہیں سکتے، قرآن میں انسان کی نفسیات اور متاثر ہونے کی جو کفیات ہیں، اس کے کلام مقدس میں پائی جاتی ہیں، کہ بات دل میں اتر جائے اور انسان نے جو رسم اور جہالت میں اپنے ذہن سے افسانے بنا رکھے ہیں اس کا طلسم پاش پاش ہو جاتا ہے، یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے، قرآن مجید میں قارئین اور سامعین کی کو مخاطب کرتے ہوئے ان کی حیثیتوں کا لحاظ رکھا گیا ہے، مثلاً سربلندی کے لئے الگ الگ مضمون کی طرف اختیار کرنے والا لفظ، جب نافرمانوں کے لئے استعمال کیا، جیسے فرعون تو علو کا لفظ اختیار کیا جس کا ماضی علا، اور مضارع یعلو "إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلاَ فِي الْأَرْضِ" یعنی "فرعون نے سربلندی اختیار کی"، اس میں اس کا اشارہ ہے، نافرمانی، ظلم اور خود اپنی ذات اور اس کی بلندی کے لئے، اور اچھی بلندی کے لئے، اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے علا کے اشتقاق کو اختیار کیا اور اپنے لئے عالی کے بجائے علیؔ اختیار کیا فرمایا: "علي كبير"، اور جیسا کہ آیۃ الکرسی میں ہے "وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ" اسی طرح ہوا کے لئے، جس ہوا سے لوگوں کو فائدہ پہونچے اس کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کیا، ریاح، اور مضرت اور آفت والی ہوا کے لئے واحد کا لفظ ریح استعمال کیا، مختلف موقعوں پر مترادف الفاظ میں سے ایسے لفظ اختیار کئے ہیں، کہ اس کی کیفیت بھی سامنے آجائے، جیسے سورہ مریم کی آخری آیتیں اس میں جو آواز بنتی ہے اس سے پوری کیفیت بھی سامنے آجاتی ہے، اسی طرح نعمت اور انعام کے الفاظ ہیں، ان کے لفظوں کے استعمال میں نعمت بکسر النون اللہ تعالی نے خود اپنی پسند کے موقع پر استعمال کیا ہے؛ لیکن وہ نعمت جو دنیاداری اور اللہ تعالی کی نافرمانی کے لئے ہو وہ نون کے فتح کے ساتھ

استعمال کیا ہے، جیسے کافروں اور خالص دنیا پسندوں کے لئے فرمایا ﴿ ونعمة كانوا فيها فاكهين ﴾ اسی طرح "نطأً" کا لفظ ہے، دنیاوی معاملات کے لئے ثلاثی مجرد اور دینی معاملات کے لئے ثلاثی مزید فیہ کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں، اس طرح اور بھی بہت سی مثالیں ہیں، یہاں پر چند پر اکتفا کیا گیا ہے۔

اس طرح اس کتاب مقدس میں دل ودماغ دونوں کو سامنے رکھ کر باتیں کی گئی ہیں، کہ اس کے سننے پر آدمی بالکل مبہوت ہو جاتا ہے، اور قائل ہو جاتا ہے، جیسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے اور جیسے حضور ﷺ کی لبید سے گفتگو کے موقع پر قرآن کی آیات کا اثر ہوا، قرآن کا یہ معجزاتی انداز دعوتی کام کرنے والوں کے سامنے بہترین نمونہ سامنے لاتا ہے۔

کلام الٰہی کی عظمت اور انسانوں کے لئے اس کی ضرورت کی طرف خود اللہ رب العزت نے ان الفاظ میں اشارہ فرمایا ہے:

﴿لَوْ أَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾

(سورہ حشر:۲۱)

"اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم اس کو دیکھتے کہ خدا کے خوف سے دبا اور پھٹا جا رہا ہے اور ہم اس کی مثالوں کو لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں؛ تاکہ غور کریں اور سمجھیں"

پھر قرآن پاک کی جو سب سے پہلی آیت نازل ہوئی اس آیت سے انسان کی اعلیٰ ترین صلاحیت یعنی علم سے کام لینے کا حوالہ دیا گیا ہے، علم زبان کے ذریعہ ہی انسانوں کو حاصل ہوتا ہے اور اس کی بدولت زمین پر موجود تمام مخلوقات میں انسان کو امتیازی شان اور فوقیت حاصل ہے، اور علم رب العالمین کا وہ عطیہ ہے جس سے انسان مادی اور معنوی زندگی میں ہمہ

www.abulhasanalinadwi.org

جہتی ترقی کے لئے استفادہ کرتا آیا ہے اور آئندہ بھی اس کا محتاج رہے گا۔

حضرات! قرآن مجید جن عظیم خصوصیات اور بے شمار فوائد کی حامل کتاب ہے، ان میں انسان کی ہدایت اور انہیں تاریکی سے روشنی کی طرف لانے کو سرفہرست رکھا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

﴿ آلَر كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ﴾ (ابراہیم:۱)

''یہ ایک پرنور کتاب ہے، اس کو ہم نے تم پر اس لئے نازل کیا ہے کہ لوگوں کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاؤ [یعنی] ان کے پروردگار کے حکم سے غالب اور قابل تعریف [خدا] کے رستے کی طرف''۔

غرض یہ کہ اللہ تعالی نے انسانی مزاج، ضروریات زندگی اور اس کے تمام تر تقاضوں کا لحاظ رکھتے ہوئے انسانوں کو مخاطب کیا ہے، چنانچہ اس نے اس کی ہدایت کے لئے اس زبان کا انتخاب فرمایا جو براہ راست مخاطب لوگوں کی جانی پہچانی زبان تھی؛ حتی کہ ان کے اَن پڑھ کو بھی اس کے سمجھنے کی صلاحیت حاصل تھی، اس زبان کے الفاظ، اسلوب بیان ایسے جو اُن کی انسانی فہم وادراک کے عین مطابق ہیں، ان کا قرآن مجید میں لحاظ ہے، اور وہ انسان کی نفسیات اور عقل وفہم کو اپیل کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک بیک وقت دل وعقل دونوں کے ساز کو چھیڑتا اور متاثر کرتا ہے، اس کی یہ تأثیر معجزاتی تأثیر ہے، کسی بھی انسانی کلام کے اسلوب و بیان میں یہ تأثیر نہیں پائی جاتی اور نہ آج تک تاریخ اس کی نظیر پیش کرسکی ہے، اس طرح قرآن پاک ایک سراپا معجزہ ہے، اگرچہ اس سے فائدہ اٹھانا انسانی عقل وفہم سے ماوراء نہیں ہے، لوگ اسے پڑھتے اور سمجھتے ہیں، ارشاد ربانی ہے:

﴿وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ﴾

(العنکبوت:۴۳)

www.abulhasanalinadwi.org

"اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں اور اسے تو اہل دانش ہی سمجھتے ہیں"

چنانچہ انسان کے لئے اللہ تعالی کی قدرت وحکمت کا سمجھنا اس کی علمی صلاحیت کی بنیاد پر جو اس کے پروردگار کی طرف سے بطور خاص اس کو دی گئی ہے آسان ہو جاتا ہے۔

قرآن پاک میں علم کے بارے میں آیا ہے:

﴿اِقْرَأْ وَرَبُّکَ الْأَکْرَمُ ○ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ﴾ (العلق: ۳،۵)

"پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا، اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اس کو علم نہ تھا"

اور پھر فرمایا گیا:

﴿قُلْ هَلْ یَسْتَوِیْ الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾ (الزمر: ۹)

"کہو بھلا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں"۔

پھر کہا گیا:

﴿إِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاء﴾ (الفاطر: ۲۸)

"خدا سے تو ان کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو صاحب علم ہیں"

اللہ تعالی نے ان کو علم ایک ایسی کلید کے طور پر دیا ہے کہ جس کے ذریعہ انسان مختلف حالات وکوائف جان سکتا ہے اور مختلف شعبۂ حیات میں نئے نئے امکانات تلاش کر سکتا ہے۔

علم کے متعلق قرآن کی توجہ دہانی ہے کہ یہ امت عربی جو امّی تھی، علم کا اہتمام کا کرے؛ تاکہ وہ اس کے لئے گنجینۂ حیات ثابت ہو اور زندگی کی فلاح و بہبود اور ان تمام امکانات تک رسائی کا ذریعہ ثابت ہو، جو اُن کے لئے معاون وممد ثابت ہوں۔

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ رب العزت نے قلم کی قسم کھائی ہے اور قلم وہ شئے گراں مایہ ہے جو انسان کے لئے علوم وفنون کے نئے نئے دریچے کھولتا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

﴿نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ﴾ (القلم:۱)

''ن۔ قلم کی اور جو [اہل قلم] لکھتے ہیں اس کی قسم''۔

اللہ تعالی نے اپنے کلام مجید کو اپنے خزانہ علم وارادہ سے جس کو ''الکتاب'' کے لفظ سے تعبیر کیا ہے، اسی کا ایک حصہ بنایا ہے، اس کا یہ خزانہ علم وارادہ وہ علم ہے جو کائنات کے پیدا کرنے اور بنانے والے کے ساتھ مخصوص ہے، قدرت الٰہی وصفات الٰہی کا علم ایسا بحر بیکراں ہے جس کی نہ تو کوئی ابتداء کا اندازہ کرسکتا ہے اور نہ انتہاء کا۔ اللہ رب العزت نے اپنی اسی کتاب علم وعرفاں کا ایک چھوٹا سا حصہ قرآن پاک کی شکل میں دنیائے انسانی کو عطا کیا، ارشاد باری ہے:

﴿آلٓمٓ ○ ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ﴾ (البقرۃ:۱،۲)

''یہ کتاب (قرآن مجید) اس میں کچھ شک نہیں کہ کلام خدا ہے، خدا سے ڈرنے والوں کی رہنما ہے''۔

یہی وہ علم ہے جس کا ایک حصہ اللہ کی اس کتاب قرآن مجید میں ہے، یہ حق وباطل کے درمیان تفریق کرنے والا پاکیزہ کلام ہے، اللہ تعالی نے اس کتاب کو اپنے بندوں کے لئے نازل فرمایا؛ تاکہ ان کی دنیوی واخروی سعادت کا ذریعہ بنے، اللہ تعالی نے قرآن پاک میں نصیحت کی ہے کہ انسان کو چاہئے کہ وہ بارگاہ ایزدی میں دنیا وآخرت کی کامیابی کا طلب گار ہو اور اپنے رب سے ان الفاظ میں دست بدعا ہو:

﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (البقرۃ:۲۰۱)

''پروردگار ہم کو دنیا میں بھی نعمت عطا فرما اور آخرت میں بھی نعمت سے

www.abulhasanalinadwi.org

نواز اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ"۔

اور پھر کہئے کہ:

﴿رَبَّنَا وَ آتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلاَ تُخزِنَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ إِنَّکَ لاَ تُخْلِفُ الْمِیْعَادِ﴾ (آل عمران:۱۹۴)

"اے پروردگار! تو نے جن جن چیزوں کے ہم سے اپنے پیغمبروں کے ذریعے سے وعدے کئے ہیں، وہ ہمیں عطا فرما اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کر، کچھ شک نہیں کہ تو خلاف وعدہ نہیں کرتا"۔

یہ آیات انسان کے اصل مقاصد زندگی کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَیْکُمْ آیَاتٍ مُّبَیِّنَاتٍ وَمَثَلاً مِّنَ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِکُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ﴾ (النور:۳۴)

"اور ہم نے تمہاری طرف روشن آیتیں نازل کی ہیں اور جو لوگ تم سے پہلے گزر چکے ہیں ان کی خبریں اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت"

اس کے ذریعہ قرآن میں مذکور تین قسم کے مضامین کا اشارہ ملتا ہے:

اول: قرآن پاک کی وہ آیات جو بالکل واضح ہیں، جن سے ہر کوئی استفادہ کرسکتا ہے، جو پڑھتا اور سمجھتا ہے، یہی وہ آیات ہیں جو زندگی کے بالکل سیدھے اور مثالی طریق زندگی کے طرف رہنمائی کرتی ہیں، یہ آیات مظاہر کائنات اور متنوع علوم وفنون سے پُر ہیں، نیز یہ آیات ایسے کائناتی حقائق پر دلالت کرتی ہیں جو مسلم اور تحقیق شدہ ہیں اور انسان کو صحیح عقیدہ اور دنیوی واخروی راہ نجات کا پتہ دیتی ہیں۔

دوم: قرآن پاک میں ان پچھلی امتوں کے واقعات کا ذکر ملتا ہے جنہوں نے اپنی جانب بھیجے گئے انبیاء ورسل کی نصیحت کو بالائے طاق رکھ دیا اور ان کی ایک نہ سنی، انہوں نے نہ

www.abulhasanalinadwi.org

ہی کائناتی دلائل و براہان سے بھی سبق سیکھا، چنانچہ تباہی و بربادی ان کا مقدر بن گئی۔

سوم: قرآن پاک میں نصیحت اور موعظت کے ایسے اسلوب ملتے ہیں، جو پرہیزگاروں کے دلوں کو وا کر دیتا ہے، انہیں اعمال خیر و فلاح پر ابھارتا ہے، قرآن پاک کی یہ آیات اسی جانب اشارہ کرتی ہیں:

﴿وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ﴾ (الزمر:۲۷)

''اور ہم نے لوگوں کے [سمجھانے کے] لئے اس قرآن میں ہر طرح کی مثالیں بیان کی ہیں؛ تاکہ وہ نصیحت پکڑیں''

اسی طرح دوسری آیت:

﴿قُلْ أَنزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِيْ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (الفرقان:۶)

''کہہ دو کہ اس نے اس کو اتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے، بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے''

اللہ رب العزت نے اپنے کلام کے جاہ و جلال ک اور اعجاز اسلوب کا بھی ذکر فرمایا اور اس بات کا بھی ذکر فرمایا کہ قرآن مجید آیات مغیبات پر مشتمل ہے، جس کا انسانی حواس ادراک کرنے سے عاجز و قاصر ہیں، چنانچہ ارشاد ہے:

﴿تِلْكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيْهَا إِلَيْكَ مَا كُنتَ تَعْلَمُهَا أَنتَ وَلاَ قَوْمُكَ مِن قَبْلِ هٰذَا فَاصْبِرْ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾

(ھود:۴۹)

''یہ (حالات) منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں جو ہم تمہاری طرف بھیجتے ہیں اور اس سے پہلے نہ تم ہی ان کو جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم (ہی ان سے

www.abulhasanalinadwi.org

واقف تھی) تو صبر کرو کہ انجام پرہیزگاروں کا ہی (بھلا) ہے"

قرآن مجید میں معنوی اور لفظی دونوں لحاظ سے انسانی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اعلی انداز کلام اور انسانی نفسیات کی رعایت اختیار کی گئی ہے اور اس کی آیات پر غور وتدبر سے ایسے نکتے سامنے آتے ہیں، کہ غور کرنے والے کو حیرانی ہو جاتی ہے اور قرآن مجید کے معجزہ ہونے کا ثبوت ملتا ہے اور اسی لئے قرآن مجید کو جو بھی کھلے دل سے پڑھتا ہے وہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا اور اس پر ایمان لے آتا ہے اور آمنا وصدقنا کہتا ہے، یہ انسان کی زندگی کو راہ راست پر لانے کے سلسلہ میں سب سے بڑا رہبر اور تابناک مشعل راہ ہے۔

اخیر میں ایک بار پھر ہم مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب اور ان کے رفقاء کو اس بین الاقوامی قرآن مجید سیمنار کے انعقاد پر مبارک باد پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ یہ سیمنار دور حاضر میں قرآن مجید سے استفادہ کے بہت سے نئے گوشے سامنے لائے گا، اور یہ بات پورطور سے کھل کر سامنے آئے گی کہ یہ کلام الہی ایمانی زندگی کا رہنمائے کامل اور پوری انسانیت کے لئے نجات دہندہ اور کتاب ہدایت ہے کہ ایک طرف وہ ایمان اور تقوی کی زندگی گزارنے والوں کو اعلی زندگی عطا کرتا ہے اور عام انسانوں کو جو ہدایت سے بالکل دور ہیں ہدایت کا راستہ بتاتا ہے؛ اس لئے اس کو ایک طرف هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ کہا گیا اور دوسری طرف هُدًى لِّلنَّاسِ سے تعبیر کیا گیا ہے؛ اس لئے ایمانی زندگی رکھنے والوں کی یہ بڑی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس کو تمام انسانوں تک پہونچانے کی کی طرف بھی متوجہ ہوں؛ تاکہ دوسرے اس آسمانی فیض سے محروم نہ ہوں اور ٹھوکر کھانے سے بچیں۔